ہند و پاک نگاہ نبوت میں

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین،
رئیس المصنفین، حضرت علامہ الحافظ مفتی
محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب: ھندو پاک نگاہ نبوت میں

مصنف:

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خِطّۂ ہندوپاک وہ خوش قسمت زمین ہے جس میں آدم علیہ السلام نے جب زمین پر نزولِ جلال فرمایا تو حضور سرورعالم ﷺ کا نور آپ کی پیشانی میں تھا چنانچہ روح البیان پارہ اول میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں سراندیپ کے پہاڑ پر اترے ان کی وجہ سے وہاں کے درخت خوشبودار ہوگئے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نورِ محمدی (ﷺ) کو پیشانیٔ آدم میں رکھا، ایک روایت میں ہے ان کی پشت میں رکھا جوان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر تمام اعضاء میں سرایت کرتا، اور حق تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴)

نگاہ نبوت میں خطّہ ھند:

جس طرح کائنات کے ذرہ ذرہ پر حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ ہے، یوں ہی خِطّۂ ہندوپاک بھی حضور ﷺ سے اوجھل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارکہ میں اس کے متعلق ایک نویدِ سعید سنائی۔

ہندوستان کی فتح اور علمِ غیب:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"قال وعدنا رسول اللہ ﷺ غزوۃ الھند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی فان اقتل کنت من افضل الشھداء وان ارجع فانا ابو ھریرۃ المحرر"

(نسائی کتاب الجہاد)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہندوستان سے جنگ کا وعدہ فرمایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس وقت میں زندہ رہا تو اپنی جان و مال دونوں قربان کروں گا اگر میں شہید ہوا تو افضل شہداء سے ہوں گا اگر واپس آؤں گا تو صرف ابو ہریرہ ہوں گا۔

(۲) **"عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسی بن مریم۔** **(نسائی کتاب الجہاد)**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نارِ جہنم سے محفوظ کرلیا ایک جو ہندوستان کی جنگ لڑے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ نے ہندوپاک کو کیسے نظر شفقت سے دیکھا اور قربِ قیامت تک کے متعلق واضح ارشاد فرمایا۔

1965ء کی جنگ:

دلائل کو مخالف اپنے غلط انداز سے تو ٹھکرا سکتا ہے لیکن مشاہدات کا ٹھکرانا اس کے بس سے باہر ہے۔ 1965ء کی جنگ کے درمیان ہندو پاک میں نبی پاک ﷺ نے اپنی اُمّت سے شفقت ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے حالات سے بے خبر نہیں ؎

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فقیر اس دور کے اخبارات کے نمونے پیش کرتا ہے۔

(1) روزنامہ اخبار مشرق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی لاہور کی اشاعت میں مولانا محمد انعام کریم صدیقی جو پندرہ سال سے مدینہ منوّرہ میں مقیم ہیں۔ اُن کا ایک خط ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ کا لکھا ہوا کراچی کے خدا ترس بزرگ جناب نور محمد صاحب بٹ کو ملا۔ وہ خط اخبار مشرق میں معہ فوٹو کے شائع کیا گیا۔ جس کا مضمون ملاحظہ فرمایئے:

محترم المقام جناب قبلہ الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے، اور روضۂ اقدس سے جناب محمد مصطفی ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے۔ اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار

گھوڑے پر سوار ہوکر بابِ السلام تشریف لے گئے ۔بعض حضرات نے عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جارہے ہیں ۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے اور دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز کہیں روانہ ہوگئے ۔ پیچھے پیچھے مواجہہ شریف سے ہی پانچ حضرات اور اس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہوکر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے ۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں ۔ دعاء فرمایئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بفضلِ جنابِ محمدِ مصطفیٰ ﷺ فتح وعزّت عطافرمائے ۔آمین ۔

(روزنامہ اخبار مشرق لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ءئ)

فائدہ: مذکورہ خط سے آفتاب کی طرح یہ واضح ہوگیا کہ ہماری سترہ روزہ جنگ کا حضور اقدس ﷺ کو علم ہے ۔ اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ہماری مدد فرمائی ہے ۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو گوارہ نہ فرمایا ۔ تو ہم پر رحم وکرم فرماتے ہوئے ہماری مشکل کشائی فرمائی ۔

الحمدللہ رب العالمین آیاتِ قرآنی واحادیث شریفہ کے مطابق یہ بات آج بھی روشن ہے کہ حضور ﷺ کو ہمارے احوال کا علم ہے اور ہماری تکلیف آپ کو گوارہ نہیں ۔

(2) روزنامہ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی کراچی کی

اشاعت میں ہے پاکستانی افواج کے جوانوں نے یارسول اللہ! ﷺ اور یاعلی مدد !رضی اللہ عنہ کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دِل فوج کو بری طرح سے شکست دی۔اس معرکہ میں نبی آخرالزمان ﷺ اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سومیل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اورگھوڑے پرسوار ایک جری دیکھے گئے، چونڈہ کے قریب ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مہاجرین کے ساتھ یارسول اللہ ﷺ مدد!کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہرخالی کرنے کی ہدایت کرتے رہےاور باآواز کلامِ پاک پڑھتے رہے۔

فائدہ: مسلمانانِ پاکستان نے یارسول اللہ و یاعلی مدد کے نعروں سے بھارتی ٹڈی دل فوج کو زبردست شکست دی ۔ اور یہ کہ نبی آخر الزمان حضور سرور کائنات ﷺ اور حضرت مولاعلی کرم اللہ وجہہ الکریم کوبھی اس جنگ کا علم تھا۔ اور آپ پاکستانی مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔یعنی حاضر بھی اور ناظر بھی تھے اوراولیاء اللہ نے مسلمانانِ پاکستان کی امداد فرمائی ۔اورخصوصاً چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں حضور اقدس ﷺ اولیاءعظام کی خاص توجہ تھی۔ بہرحال آیاتِ قرآنی واحادیث شریفہ کی تصدیق آج بھی دُنیا کے سامنے روشن ہے۔اگران واقعات کے پیش آنے کے باوجودبھی حق وصداقت کا انکارکیاجائےتواس سے بڑھ کراورکیاظلم ہوسکتا ہے۔

ان معجزات اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں ، مجاہدوں اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔ علاوہ ازیں اور بہت سے واقعات لوگوں کے سامنے آئے ہیں۔ مقام غور ہے کہ آخر اتنا بڑا حملہ، بے شمار جدید قسم کا اسلحہ۔ لاتعداد فوج جو بظاہر پاکستانی طاقت سے چھ گنا زیادہ قوت تھی ۔جس نے اٹھارہ گھنٹوں میں پاکستان کو ہڑپ کرنے کے لئے منصوبہ تیار کیا ہوا تھا۔

اس لئے حقیقت یہی ہے اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ یہ سب فضلِ خدا اور کرم مصطفیٰ ﷺ اور نظر اولیاء تھی کہ مسلمانانِ پاکستان نے دشمن کو بُری طرح سے کچل کر رکھ دیا۔ اور اس کی بری، بحری اور فضائی طاقت کا کچومر نکال دیا۔ اور ذلت آمیز ایسی شکست دی کہ بھارتی بھگوڑے آئندہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھ سکتے۔ اور اگر ایسی جرأت کریں گے بھی تو اُنہیں ایسا سبق دیا جائے گا کہ جو اُن کی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں گی۔ **ان شاءاللہ تعالیٰ ثم رسولہ الکریم**

پاکستان کے مسلمانوں نے دُنیائے اسلام میں غزوہ بدر وحنین کی وہ یاد تازہ کر کے رکھ دی ہے جن کا نام تاریخ کے سُنہری حروفوں میں لکھا جائے گا۔ اور پھر لُطف یہ کہ جن مسلمان فوجی بھائیوں نے اپنی عزیز ترین جانوں کو اللہ و رسول ﷺ کی خاطر قربان کیا ہے۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے۔ جس کی لذّت دُنیا کی کِسی شے میں نہیں مل سکتی اور اُن مسلمان شہیدوں کے نام قیامت تک زندہ رہیں گے۔ وہ خود بھی زندہ اُن کا نام بھی زندہ۔

نوٹ: اس جیسے متعدد واقعات اس دور ۱۹۶۵ء میں ظہور پذیر ہوئے۔فقیر نے اپنے رسالہ "ے ستمبر اور پیر پیغمبر" میں جمع کئے ہیں۔

دلائل:

وہ تھے مشاہدات اب دلائل ملاحظہ ہوں ۔علمائے اہلسنّت نے ہزاروں تصانیف لکھیں اورلکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کوکائنات کے ذرہ ذرہ کاعلم عطافرمایا۔ان کےفیض وبرکت سےفقیر نےبھی متعدد رسالے لکھےاورایک ضخیم تصنیف "غاية المامول" اسی موضوع میں ہے۔قرآنی آیات متعدد اس کی شاہد ہیں مجملہ ان کے ایک آیتِ ذیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وسیری اللّٰہ عملکم ورسوله ثم تردون الی علم الغیب والشھادةفینبئکم تعملونo" (پارہ۱۱،سورۃالتوبہ)

ترجمہ: "اور دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے بتادے گا تم کو جو تم عمل کرتے رہے ہو"

اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے سب کو اپنی الوہیت سے دیکھتا ہے ۔اورحضوراکرم ﷺ بھی تمام اعمال اچھے ہوں یا بُرے ہوں سب کو آپ اپنی نورِ نبوت سے دیکھ رہے ہیں۔

فائدہ: آیت شریفہ سے یہ صاف واضح ہوگیا ہے کہ آپ ﷺ سب کے

اعمال کو دیکھتے ہیں۔ تو پھر ہندو پاک کے حالات سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم ماکان و مایکون عطا فرمایا۔

احادیثِ مبارکہ:

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ اس مقام میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے کو ہے سب بیان فرمایا۔ اُسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بُھلا دیا۔ اس واقعہ کا میرے ان یاروں کو علم ہے۔ اور جو کچھ آپ نے خبر دی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا۔ پس اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کر لیتا ہوں۔ جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یاد رکھتا ہے جب وہ اُس سے غیب ہو جاتا ہے پھر جب اُس کو دیکھتا ہے تو اُسے (بہ تفصیل و تشخیص) پہچان لیتا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب الفتن)

(2) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے۔ پس آپ نے ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہو گئی۔ پس آپ منبر پر سے اُتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر آ گئی پھر منبر سے اُتر آئے اور نمازِ عصر پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

پس آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔ پس ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ وہ زیادہ عالم ہے۔ (مسلم، کتاب الفتن)

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ لیا۔ پس میں نے اُس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری اُمّت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔ (مسلم شریف کتاب الفتن)

(4) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

(5) حضرت عبدالرحمن بن عایش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اُس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو زیادہ دانا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا اور آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین ـ(مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تاکہ اُس کو یقین آئے۔''

فائدہ: اس حدیث کو دارمی نے بطریق ارسال روایت کیا ہے۔ اِسی کی مانند ترمذی میں ہے۔

(6) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے دولت خانہ سے) نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔ پس جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباؤ قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخیر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے۔ پس اُن میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں، پھر آخیر میں مجموعہ دیا گیا ہے پس ان میں کبھی نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر اس امر سے فراغت ہوچکی ہے

تو پھر عمل کس واسطے ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اپنے عملوں کو درست کرو۔اور قربِ الٰہی ڈھونڈو۔کیونکہ جو بہشتی ہے اس کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔اور جو دوزخی ہے اُس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا۔خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔

اقوال العلماء:

یہی عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ کا بھی ہے۔

(۱) امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"لافرق فی مماته وحیاته فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم ذالک عنده جلی لاخفاء به۔فان قلت هذه الصفات مختصة باللّٰه تعالٰی فالجواب ان من انتقل الٰی عالم البرزخ من المؤمنین یعلم احوال الاحیاء غالباً وقد وقع کثیر من ذالک کما هو مسطور فی مظنة ذالک من الکتب وقد روی ابن المبارک عن سعید بن المسیب قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی ﷺ اعمال امته غدوة وعشیةً فیعرفهم بسیماهم واعمالهم فلذٰلِکَ یشهد علیهم۔" (مواهب لدنیه)

ترجمہ: اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال ونیات وعزائم وخواطر کی

معرفت میں حضور کی موت وحیات یکساں ہے۔ اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں، اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے، وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے۔ ایسا بہت وقوع میں آیا ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام امت کے اعمال آنحضرت ﷺ پر پیش کئے نہ جاتے ہوں۔ لہٰذا آپ ان کے اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

(۲) مواہب لدنیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارت سید الاولین والآخرین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے:

"فاذا زارہ ﷺ فان قدر ان لایجلس فھو بہ اولیٰ فان عجز فلہ ان یجلس بالادب والا حترام والتعظیم وقد لایحتاج الزائر فی طلب حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ ان یذکرھا بلسانہ بل یحضر ذالک فی قلبہ وھو حاضر بین یدیہ ﷺ لانہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام اعلم منہ بحوائجہ ومصالحہ وارحم بہ منہ لنفسہ واشفق علیہ من اقاربہ وقد قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (انما مثلی ومثلکم کمثل الفراش تقعون فی النار وانا آخذ بحجز کم عنھا) او کما قال وھذا فی حقہ ﷺ فی کل وقت واوان اعنی فی التوسل بہ

وطلب الحوائج بجاهه عند ربه عزّوجل ومن لم يقدر له زيارته ﷺ بجسمه فلينوها كل وقت بقبله وليحضر قلبه انه حاضر بين يديه متشفعاً الی من من به علیه مدخل لابن الحاج جزء اوّل ۔ زیارت سیدالاولین والاٰخرین ﷺ۔"

ترجمہ: جس وقت زائر آنحضرت ﷺ کی زیارت کرے ۔ اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اُسے ادب واحترام وتعظیم سے بیٹھنا جائز ہے ۔ زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے ۔ بلکہ ان کو آنحضرت ﷺ کے حضور دل میں حاضر کر لے ۔ کیونکہ حضور ﷺ کو اُس کی حاجات وضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے ۔

اور حضور ﷺ اُس پر خود اُس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اُس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں ۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے ۔"میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں۔" اور یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور ﷺ سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں ۔ اور جس شخص کے لئے بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی زیارت مقدر نہ ہو اُسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرلے اور یہ

سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور حضور ﷺ کو بارگاہِ الٰہی میں شفیع لایا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

(۳) علامہ سیوطی عالم برزخ میں آنحضرت ﷺ کے اشغال یوں تحریر فرماتے ہیں:

"النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السيئاتِ والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور جنازة من مات من صالحى امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ كما وردت بذالك الاحاديث والآثار۔" (انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاءؑ)

ترجمہ: اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اور اُن کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور اُن سے بلاء دور کرنے کی دعا کرنا۔ اور اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا۔ اور اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں شامل ہونا کیونکہ یہ امور برزخ میں حضور کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

عرب و ہند عہدِ رسالت ﷺ میں

قطع نظر مذکورہ بالا شواہد و دلائل کے ہند و عرب کے تجارتی امور کے لحاظ سے لوگوں کی آمد و رفت سے بھی نبی پاک ﷺ کے خطہ ہند و پاک کے حالات آپ کے سامنے تھے۔ اس دور کے تجارتی اشیاء کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

مشک:

مشک ہندوستان کی مشہور خوشبو ہے، جو یہاں کے مختلف مقامات سے عرب میں جاتی تھی، عرب میں اس کی خاص منڈی بحرین کی بندرگاہ دارین تھی۔ اسی لئے مشک کا دوسرا نام داری پڑ گیا تھا۔ مشہور عربی شاعر امراء القیس نے اپنے معلقہ میں کہا ہے:

اذقامتاتضوع المسک منھما

نسیم الصباجاءت بریاالقرنفل

(جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی مہک اس طرح پھیلتی ہے جیسے نسیم صبح لونگ کی خوشبو لے کر آئی ہے۔)

نابغہ ذبیانی نے اپنے ممدوح نعمان بن منذر شاہ حیرہ کی تعریف میں یہ دعائیہ شعر کہا ہے:

وتسقی اذاماشئت غیر مصرّد

بزوراءفی حاناتھاالمسک کافع

(جب تم ارادہ کرو تو پوری طرح سیراب کئے جاؤ، زوراء کے محل میں جس کے شراب خانوں میں کستوری کی خوشبو والی شراب ہے)

نابغہ جعدی نے کہا ہے:

ألقیٰ فیہ فلحان من مسک دا

رین من فلفل حرم

(اس نے دارین کے مشک اور تیز خوشبو کی مرچ کی ملاوٹ کی)

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

مسائح فودی راسه مسبغلة

جری مسک دارین الاصمّ

(اس کے اطراف سر میں دارین کے بہترین مشک کی بہتات ہے۔)

فرزوق نے کہا ہے :

کان تریکةً من ماء مُزن

وداری الذکی من المدام

(گویا صاف وشفاف پانی اور دارین کے بہترین مشک کی شراب کا چشمہ ہے

)۔

کثیر نے کہا ہے :

افیدعلیها المسک حتی کانها

لطیمة داری تفتق فارها

(اس پر مشک یوں لگایا گیا ہے جیسے وہ دارین کے مشک سے لدی ہوئی اونٹنی

ہے جس کا نافہ اپنی خوشبو پھیلا رہا ہے۔)

اعشیٰ نے اپنی محبوبہ کے لعاب کی لذت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

کان القرنفل و الزنجبیل

باتا بفيها داريا مشورا

(شہد کی مٹھاس کے ساتھ گویا لونگ اور سونٹھ دونوں نے اس کے منہ کے اندر مشک داری میں رات بسر کی ہے۔)

(لسان العرب صفحہ ۱۵۴ جلد ۱۳ و صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۱)

اور جوان العود نے کہا ہے :

لقد عاجلتنی بالسباب و ثوبها

جدید و من اردانها المسک تنفخ

(اس نے مجھے برا بھلا کہنے میں اس قدر جلدی کی کہ ابھی اس کے عروسی کے کپڑے نئے تھے اور اس کی آستینوں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔)

رُدبہ نے کہا ہے :

ان تشف نفسی من دبابات الحسک

احربها أطیب من ریح المسک

(اگر میری روح برچھیوں کی دھار سے شفا پائے تو پھر اس کے لئے مشک سے بھی اچھی خوشبو مناسب ہے۔)

(لسان العرب جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۷)

فارۃ المسک یعنی نافۂ مشک کا تذکرہ ایک شاعر نے یوں کیا ہے:

لها فارة ذفراء كل عشية

کما فتق الکافور بالمسک فاتقه

(اس کے لئے ہر شام نافہ کی ایسی خوشبو ہے جیسے کسی نے کافور کو مشک کے ساتھ ملا کر خوشبو اڑائی ہے۔)

نابغہ بنی شیبان نے کہا ہے:

اذا ماجری الجادی فوق متونها

ومسک ذکی جفنتها المجامر

(جب زعفران اور مشک اس پر بہہ پڑتے ہیں تو انگیٹھیاں ان کو ٹھکانے لگاتی ہیں۔)

قد عیق العبیر بها ومسک

یخالطه من الهندی عود

(اس کے جسم زعفرانی پر خوشبو اور عود ہندی میں ملا ہوا مشک لپٹا ہوا ہے۔)

کان علی انیابها هجعة

صبابة ماء الثلج بالعسل الغض

فلما عرتنا ینفخ المسک جیبها

اذا نفضت کادت تمیل من النهض

بیداری کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبوبہ کے دانت پر برف کے پانی کے

قطرے ہیں جو خالص شہد لئے ہوئے ہیں اور جب جب وہ ہمارے سامنے آتی ہے تو اس کے گریبان سے مشک جھڑتا ہے اور جب اٹھنا چاہتی ہے تو نزاکت کی وجہ سے اس میں لچک پڑ جاتی ہے۔

بشیر بن ابی خازم نے کہا ہے:

فقد اوفرن قسط ورند

ومن مسک احم ومن سلاح

(وہ کشتیاں قسط، خوشبو، مشک اور سامان جنگ بہت زیادہ لائی ہیں۔)

یزید بن قیس کلابی نے عہد فاروقی کے ایک عامل کی شکایت کرتے ہوئے کہا ہے:

اذا التاجر الھندی جاء بفارۃ

من المسک ضحت فی سوالفھم تجری

جب ہندوستانی تاجر نافۂ مشک لاتا ہے تو ان کی گردنوں میں گویا خوشبو کا دریا بہنے لگتا ہے۔ فتوح البلدان میں اذا التاجر الداری ہے۔

(الاصابہ صفحہ ۱۱۷، جلد ا و فتوح البلدان صفحہ ۳۷۷)

عود

عود (اگر) ہندوستان کی مشہور لکڑی، اور عربوں کی مرغوب ترین خوشبو ہے، اس کو عودِ ہندی، عود صنفی، عود قماری، عود مندلی، عود کلبی کے ناموں سے یاد کرتے ہیں،

بلکہ کبھی صرف ہندی، قماری اور مندلی کی نسبت سے عود مراد لیتے ہیں، عدی بن رقاح نے لکھا ہے:

رب ناربت ارمقها

تقضم الهندی والغارا

ایسی آگ کو دیکھ کر میں نے رات بسر کی ہے جو عود ہندی اور غار کے درخت کو کھائے جا رہی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

قد عبق العبیر بهار مسک

یخالطه من الهندی عود

(اس کے جسم پر زعفرانی خوشبو اور عود ہندی میں مخلوط مشک لپٹا ہوا ہے۔)

عمرو بن طنابہ جاہلی کہتا ہے:

اذا مامشت فادیٰ بعافی ثیابها

ذکی الشداو المندلی المطیر

(جب محبوبہ چلتی ہے تو اس کے حسن کی منادی تیز خوشبو اور اڑنے والی مندلی عود کیا کرتی ہے۔)

ابراہیم بن علی ابن ہرمہ نے کہا ہے:

کان الرکب اذا طرقتک باتوا

بصندل او يقار عتى قمارا

(اہل قافلہ جب رات کو تیری طرف پہنچے تو تیری ایسی خوشبو محسوس ہوئی جیسے وہ صندل یا قمار میں ہیں۔)

نوٹ: اشعار میں صرف مُشک کے متعلق اظہار مدنظر اور بس، ان سے عشقیہ باتوں سے ہمیں غرض نہیں۔

کافور

کافور عربی زبان میں کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے، کافور، قفور اور قافور، یہ ہندی لفظ کپور کا معرب ہے، یوں تو کافور عرب کے ہر بڑے بازار میں فروخت ہو تا تھا، لیکن دارین جس طرح ہندی مشک کی بہت بڑی منڈی تھا، اسی طرح کافور کا بازار بھی تھا اور یہیں سے دوسرے علاقوں میں کافور جاتا تھا۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

كأن رضاب المسك فوق لثاتها

و كافور داری و راحاً تصفق

(اس کے مسوڑھوں کے اوپر گویا دارین کا کافور اور شراب دونوں مچل رہے ہیں۔)

داری کی تشریح دیوان نابغہ کے حاشیہ میں یوں ہے:

العاری العطار منسوب الیٰ دارین

وھی فرضہ بالبحرین یحمل الیھا المسک من الھند

داری عطرفروش دارین کی طرف منسوب ہے جو بحرین کی بہت بڑی بندرگاہ ہے ،وہاں پر ہندوستان سے مشک لایا جاتا ہے۔

(دیوان نابغہ بنی شیبان صفحہ ۳)

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

لها فارة ذفراء کل عشية

کما فتق الکافور بالمسک فاتقه

اس کے لئے ہر شام نافہ مشک کی خوشبو ہوتی ہے، جیسے کسی نے کافور اور مشک ملا کر خوشبو اڑائی ہو۔

نیز نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

شیبت بکافور وماء قرنفل

وبماء مرهبة یسح فدامها

وہ کافور، لونگ کے پانی اور شیریں پانی میں ملائی گئی ہے اور ڈھکن کے اوپر سے بہہ رہی ہے۔

کان مدامة ورضاب مسک

وکافوراً ذکیا لم یغش

(وہ گویا شراب اور مشک محلول، اور نیز خوشبو کا کافور ہے جس میں ملاوٹ نہیں کی گئی ہے۔)

زنجبیل(سونٹھ)

ز ☜ ہندی زنجابیر کا معرب ہے جس کے معنی سونٹھ کے ہیں۔تازہ ز ☜ کوادرک کہتے ہیں،اسے عرب خشک اور تر دونوں طرح سے استعمال کرتے تھے، اوراس کی خوشبوان کے یہاں بہت مرغوب ومشہور تھی۔(لسان العرب جلد ۱۱،صفحہ ۲۰۳) میں ہے ۔

والعرب تصف الزنجبیل بالطیب

وھو مستطاب عندھم جدّاً

عرب سونٹھ کی خوشبو کی تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کے یہاں بہت ہی مرغوب اور پسندیدہ ہے۔

اعشیٰ کا یہ قول گزر چکا ہے:

کانّ القرنفل والزنجبیل

باتا بفیھا داریا مشوراً

اس کے لعاب دہن کی لطافت ونکہت کا حال یہ ہے کہ جیسے اس کے اندر شہد کے ساتھ لونگ اور سونٹھ نے مشک داری میں رات گذاری ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

وزنجبیل عاتق مطیّب۔ سونٹھ ملی ہوئی پرانی خوشگوار شراب۔

(لسان العرب جلد ۱۱،صفحہ ۲۰۳)

قرنفل

قرنفل (لونگ) کو عرب قرنفول بھی کہتے ہیں، یہ کرن پھول کا معرب ہے، عربی ادبیات میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، لسان العرب میں ہے:

وقد کثر فی کلامهم واشعارهم۔

اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے:

چنانچہ ایک شاعر نے کہا:

وبابی ثغرک ذاک المعسول

كأنّ في أنيابه القرنفول

(میں تیرے اس شیریں دہن پر قربان جاؤں جس کے دانتوں میں گویا لونگ ہے جس کی خوشبو پھیل رہی ہے۔)

ایک اور شاعر نے کہا:

وخود قاناة کالمهاة عطبول

كأنّ في انيابها القرنفول

(وہ نیل گاؤ کی طرح سیاہ آنکھوں والی، نازنین جس کے دانتوں میں گویا لونگ خوشبو لئے ہوئے ہے۔)

امراءالقیس نے کہا ہے:

اذا قامتا تضوع المسک منهما

نسیم الصباجاءت بریا القرنفل

(جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے گویا نسیم لونگ کی خوشبو لائی ہے۔)

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

من الخضرات خلت رضاب فیھا

سلافۃ قرنف شیبت بمسک

(باحیا دوشیزاؤں کے لعاب دہن ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لونگ کی شراب ہے جس میں مشک ملا ہوا ہے۔(لسان العرب)

فلفل

فلفل پیالا یا پپالا (مرچ) کا معرب ہے (عربی) میں اس سے صیغے بھی بنائے گئے اور مفلفل اس چیز کو کہتے ہیں جس میں فلفل کی خوشبو ملائی گئی ہو۔ لسان العرب میں ہے:

وتدکثر محبیئہ فی کلامھم۔

(اس کا تذکرہ کلام عرب میں کثرت سے آیا ہے۔)

چنانچہ امرء القیس نے کہا ہے:

کأن مکاکی الجواء غدیۃً

صبحن سلاناً من رحیق مفلفل

(مقام جواء کی مرغابیاں ایسی حواس باختہ تھیں گویا ان کو مرچ ملی ہوئی بہترین صباحی پلائی گئی ہے۔)(لسان العرب جلد ۴،صفحہ ۴۳۲)

ساج (ساگوان)

ساج (ساگوان) ہندوستان کی بہترین عمارتی لکڑی ہے جو قدیم زمانہ سے عرب میں استعمال ہوتی تھی، اور بڑی مقدار میں یہاں سے جاتی تھی، جس سے دروازے، کواڑ، ستون اور چھت وغیرہ بنانے میں کام لیا جاتا تھا۔ عام طور سے ہندوستان سے اس کی بلّیاں عرب جاتی تھیں، جن کو حسبِ ضرورت کاٹ لیا جاتا تھا، اس سالم بلّی کو عرب ساجہ کہتے تھے۔ یہ لکڑی عام طور سے کوکن کے علاقے سے بھیجی جاتی تھی۔

نابغہ شیبانی نے کہا ہے:

وقبة لاتكاد الطير تبلغها

اعلى محاريبها بالساج مسقون

(اس قبہ کی بلندی کو پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے، اس کی ایسے اونچی محراب پر ساگوان کی چھت بنی ہے۔)(دیوان نابغہ بنی شیبان صفحہ ۵۳)

فائدہ: احادیث میں ساج کا ذکر آیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے بنا ہوا سامان استعمال فرمایا ہے۔

قسط (کٹھ لکڑ)

قسط کا لفظ ہندی کُٹھ کا معرب ہے ، اسے کُست اور قسط بھی کہتے ہیں ۔ یہ ہندوستان کی مشہور دوا ہے ، جو عرب میں بہت مشہور تھی ، اور مختلف بیماریوں میں استعمال کی جاتی تھی ۔

بشیر بن ابی خازم اسدی نے تجارتی کشتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے :

فقد او قرن من قسط ورند

ومن مسک احمّ من سلاح

یہ کشتیاں بھاری مقدار میں قسط ، عود ، مشک اور اسلحہ سے لادی گئیں ۔

(دیوان بشیر بن ابی حازم اسدی صفحہ ۴۸)

فائدہ : احادیث میں قسط ہندی کے بڑے فضائل وفوائد آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی تاکید فرمائی ہے ۔

داذی (تاڑی)

داذی ہندی لفظ تاڑی کا معرب ہے ، اگرچہ تاڑی عرب میں بھی ہوتی تھی ، لیکن ابن خرداذبہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی تاڑی عرب میں جاتی تھی ، ایک شاعر نے اس کا ذکر یوں کیا ہے :

شربنا من الداذی کأنّنا

ملوک لنا برالعراقین والبحر

(ہم نے یوں تاڑی پی کہ نشہ میں یوں بادشاہ بن گئے کہ عراق، عرب اور عراق عجم اور سمندر ہمارے قلمرو میں آ گئے۔)

اسود بن کریمہ نے کہا ہے:

قد حَسَا الداذی صرفاً۔ اس نے خالص تاڑی خوب سیر ہو کر پی۔

سندھی مرغی

دجاج سندھی یعنی سندھی مرغی اور دیک سندھی یعنی سندھی مرغا، ان دونوں کا استعمال بھی عرب میں عام تھا، اور عرب ان سے اچھی طرح واقف تھے، سندھی مرغی کا تذکرہ ابن خرداذبہ نے المسالک والممالک میں، ابن فقیہ ہمدانی نے مسالک الممالک، اور جاحظ نے کتاب الحیوان میں کیا ہے، بلکہ جاحظ نے دجاج سندھی کو ان جانوروں میں شمار کیا ہے جن کو اللہ تعالی نے ہندوستان کی خصوصیات میں سے بنایا ہے، نیز اس نے لکھا ہے کہ دجاج خلاسی اس مرغی کو کہتے ہیں جو نبطی اور سندھی مرغیوں کی مخلوط نسل سے ہو، اور اگر مرغی خالص سفید رنگ کی اور ہندوستانی ہو تو اسے بیسری کہتے ہیں۔ (حیوٰۃ الحیوان جلد ۸، صفحہ ۱۱۵)

صاحب مجمع البحرین نے لکھا ہے:

وفی الحدیث دجاج سندی۔ حدیث میں سندھی مرغی کا ذکر ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں سندھی مرغی عام طور سے متعارف و مستعمل تھی۔ (مجمع البحرین)

سندھی کپڑے

عرب میں سندھ کے بنے ہوئے خاص قسم کے کپڑوں کومسنّدہ اور مسنّد یہ کہتے تھے۔ اوران کا استعمال بھی عام تھا، عام طور سے ان کی چادریں بنتی تھیں، اور چونکہ یہ کپڑا ہندوستان سے پہلے یمن جاتا تھا اس لئے بُرد یمانی بھی کہتے تھے۔

لسان العرب میں ہے : والمسنّده والمسنّدية ضرب من الشياب ، وفى حديث عائشة رضی اللہ عنہا انه رأنى عليها اربعة اثواب سند قيل هو نوع البرود اليمانية۔ (لسان العرب جلد ۳، صفحہ ۲۲۳)

ترجمہ: مسنّدہ اور مسندیہ کپڑے کی ایک قسم کا نام ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے آپ کے جسم پر سندھ کے چار کپڑے دیکھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے۔

لنگی اور چادر

لسان العرب میں ہے کہ تہبند اور لنگی کے کپڑے بھی سندھ ہی سے عرب میں جاتے تھے۔

الفوطة ثوب قصير غليظ يكون مئزرا يجلب من السند:

فوطہ گف چھوٹا سا کپڑا ہے جو چادر اور تہبند ہوتا ہے، سندھ سے لایا جاتا ہے۔

اور بعد میں اس کا رواج بار برداروں، محنت مزدوری کرنے والوں اور نوکروں

میں عام ہو گیا تھا۔

مشہور امام لغت ابو منصور کا بیان ہے:

ورأیت بالکوفة ازراً مخططة یشتریھاالجمالون والخدم فیستزرون بھا ۔(لسان العرب جلد ۳، صفحہ ۳۷۳)

ترجمہ: میں نے کوفہ میں دیکھا ہے کہ اونٹ والے اور نوکر چاکر دھاری دار چادریں خریدتے ہیں اوران کو تہبند اور لنگی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں عام طور سے اسی قسم کا دھاری دار اور رنگین تہبند استعمال ہوتا ہے۔ یہی عربی لفظ فوطہ اور فوط ہے جو ہندوستان میں پوت کہا جاتا ہے جس سے مراد آج کل عام طور سے چار گز کا ریشمی تھان ہوتا ہے ۔

کُرتہ

کرتہ خالص ہندوستانی لباس ہے جو قدیم زمانہ سے ایران اور عرب میں رائج تھا۔ عرب اسے معرب کر کے قرطق کہتے تھے، لسان العرب میں ہے:

(قرطق) ای قباء وھو تعریب کُرتہ، وقد تضم طاء ہ، وابدال القاف من الھاء فی الاسماء المعربة کثیر کالبرق، والباسق والمستق۔(لسان العرب جلد ۱۰، صفحہ ۳۲۳)

ترجمہ: قرطق قباء ہے، اور یہ کرتہ کا معرب ہے، اور قرطق کی طاء کو ضمہ بھی دیتے ہیں، اور اسماء معربہ میں ہاء کو قاف سے بدلنا بہت زیادہ ہے، جیسے بُرہ سے برق، اور

باسہ سے باسق اور مستہ سے مستق۔

شاہان ایران کے دربار میں جب ملوکِ عرب جاتے تو شاہی دربار کی سجاوٹ میں کرتے کا استعمال خاص طور سے ہوتا تھا، اوراس کا شمار شاہی لباس میں ہوتا تھا، قاضی رشید بن زبیر نے الذخائر والتحف میں اس موقع پر لکھا ہے:

والبسهم الديباج الملون من الثياب والقراطق، وفی اوساطهم مناطق الذهب الاحمرمرصعة بانواع الجوهر، وعن شماله اولاد المزاربة عليهم القواطق۔ (کتاب الذخائر صفحہ ۱۲۸)

بادشاہ شاہزادوں کو کپڑوں اور کُرتوں میں سے رنگین دیبا پہنا تا تھا اوران کے کمر میں سونے کے پٹکے ہوتے تھے، جو قسم قسم کے جواہر سے مرصع ہوتے تھے، اور بادشاہ کے بائیں جانب مزربانوں (صوبوں کے حاکموں) کے لڑکے کُرتے پہن کر کھڑے رہتے تھے۔

سلیمان تاجر بحر ہرگند (بحر ہند) کے جزائر کے باشندوں کی صنعت وحرفت میں مہارت بیان کرتا ہوا کہتا ہے:

حتی انهم يعملون القميص مفروغا منه نسجابالكمين والدخر يصسين والجيب۔

ان کی صنعت گری کا یہ حال ہے کہ وہ ایسا کُرتہ بناتے ہیں جس میں دونوں آستین کلیاں اور جیب بنی ہوتی ہیں اوران کو سلنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

عہدِ رسالت میں کُرتے کا استعمال تھا اور بعض روایات میں اس کا ذکر ہے، بلکہ بعد تک یہ کپڑا بادشاہوں اور حاکموں کا لباس تھا، اصطخری نے منصورہ کے مسلمان حکمرانوں کا لباس کرتہ ہی بتایا ہے:

وزیهم زی اهل العراق الاان زی ملوکهم یقارب زی ملوک الهند من الشعور والقراطق۔

اہل منصورۃ کا لباس اہل عراق کی طرح ہے، البتہ یہاں مسلمان حاکموں کا لباس ہندوستان کے راجوں، مہاراجوں کی طرح ہے اور وہ بھی بال رکھتے ہیں اور کُرتے پہنتے ہیں۔

اسی طرح یہی جغرافیہ نویس دوسری جگہ ملتان اور منصورہ کے عام باشندوں کا لباس کُرتہ ہی بتاتا ہے۔

ولباس القراطق فیهم ظاهر، ء الاالتجار فان لباسهم القمیص والا ردیة وسائر اهل فارس والعراق۔ (مسالک الممالک صفحہ ۱۷۷)

کُرتے کا ان میں عام چلن ہے، البتہ تاجروں کا لباس قمیص اور چادر ہے۔ اور فارس و عراق والوں کا لباس بھی قمیض اور چادر ہے۔

یہ چند ہندوستانی اشیاء کی فہرست ہے جن کا استعمال عرب میں عام تھا، ان کے علاوہ بھی بہت سی ہندوستانی چیزیں عرب میں مستعمل تھیں، اشعارِ عرب اور کتبِ لغت کی مراجعت کے بعد ان کا نشان مل سکتا ہے۔ لیکن میرے موضوع کے لئے کافی ہے

کہ یہ اشیاء حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہوں گی اور آپ ﷺ انہیں استعمال فرماتے ہوں گے ایسی باتوں سے ہندو پاک کی یاد بارگاہِ رسول ﷺ میں بار بار آتی ہوگی اسی نسبت سے حضرت عارف جامی قدس سرہ نے عرض کیا ہے ؎

کاش سگت را جامی نام بودے
کہ بر زبانت رفتہ باشد گاھے گاھے

زمانۂ رسول اکرم ﷺ میں ھند وپاک کے لوگ

عہدِ رسالت میں ہندوستان کے لوگ عرب میں یوں تو اکثر مقامات پر موجود تھے اور حضری اور بدوی دونوں قسم کی زندگی بسر کرتے تھے مگر عرب کے سواحل میں خلیج عربی سے لے کر یمن کے اطراف تک خاص طور سے ان کی کثرت تھی۔ ان میں کچھ تو تجارتی کاروبار کرتے۔ کچھ ایرانیوں کے تحت سیاست وحکومت کے کاموں میں دخیل تھے اور کچھ آزاد زندگی بسر کر کے اپنا ذریعۂ معاش تلاش کرتے تھے۔

عرب کے ان مشرقی اور جنوبی ساحلوں میں آنحضرت ﷺ نے آخر زمانہ میں اسلام کی دعوت فرمائی۔ جہاں اساورہ، ان کی اولاد ابنائے یمن، سیابجہ اور زط عام طور پر موجود تھے۔ اس لئے یہاں مشرک اور مجوس عربوں کی طرح بہت سے عجمی

باشندے بھی اسلام لائے جن میں ایرانی، ہندی، سندھی اور حبشی وغیرہ سب شامل تھے ۔فقیر چند خوش قسمتوں کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

(۱) بیرزطن رضی اللہ عنہ

عجم میں اسلام میں سب سے پہلے ملک یمن نے سبقت کی۔اس علاقہ پر یمن کے ایک خالص ہندوستانی بزرگ حضرت بیرزطن ہندی یمنی رضی اللہ عنہ ہیں۔یہ ہندوستانی طریقہ علاج کے ماہر طبیب تھے۔انہوں نے بڑی عمر پائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں اسلام قبول کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ثبوت نہیں ملتا۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ان کا تذکرہ الاصابہ کی تیسری فصل میں کیا ہے جس میں ایسے حضرات کا بیان ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں یا اس کے بعد اسلام لائے۔

ان کا تذکرہ الاصابہ میں اس طرح ہے کہ شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں حضرت شیخ جعفر بن محمد شیرازی کی روایت سے لکھا ہے کہ:

''بیرزطن ہندی شاہانِ ایران کے زمانہ میں ایک بوڑھے آدمی تھے۔بھنگ کے علاج میں ان کا واقعہ مشہور ہے اس کو ان اطراف میں سب سے پہلے انہی نے رواج دیا تھا اور یمن میں اس کی شہرت ان کی وجہ سے ہوئی تھی۔انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسے قبول کیا۔''

حضرت بیرزطن ہندی رضی اللہ عنہ وہ پہلے خوش نصیب ہندوستانی ہیں جنہوں نے رسول

اکرم ﷺ کا زمانہ یا کم از کم آپ ﷺ کے زمانے سے قریب ترعہد پایا۔
اس قربتِ زمانی کے ساتھ ساتھ قربتِ مکانی میں بھی وہ پہلے ہندوستانی ہیں۔

حضرت باذان رضی اللہ عنہ حاکمِ یمن اوران کے اسادرہ کے اسلام لانے کے بعد جن میں ایرانی، ہندوستانی اورسندھی سب ہی شامل تھے۔یمن اوراطراف میں عربوں کی طرح عام عجمی باشندے بھی اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ نے وہاں کے مسلمانوں پرحضرت زبرقان بن بدر رضی اللہ عنہ کوحاکم مقررفرمایا۔

طبری کا بیان ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ ﷺ اپنے عمال کو عربوں میں مقررفرما چکے تھے۔ چنانچہ زبرقان رضی اللہ عنہ بن بدر کو قبیلہ رباب اورعوف اورابنائے یمن پرمقررفرمایا تھا۔''

یمن کے مشہور علاقہ نجران میں بھی ہندوستانی موجود تھے، چنانچہ ۱۰ھ میں جب نجران سے بنی حارث بن کعب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھتے ہی ان پر ہندوستانی ہونے کا شبہ ظاہر فرمایا اورحضرت خالد رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

من هولاء القوم الذی کانهم رجال الهند۔

یہ لوگ کون ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں؟

جب آنحضرت ﷺ نے اطراف وجوانب کے امراء وحکام کو دعوتِ اسلام

کے خطوط روانہ فرمائے تو نجران کے عام لوگوں کے نام بھی ایک دعوت نامہ روانہ فرمایا
امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عربوں
اور وہاں آباد غیر عرب باشندوں کے پاس خط لکھا۔ اس پر وہ لوگ اسلام پر قائم رہتے
ہوئے اپنی جمعیت لے کر ایک مقام پر رہنے لگے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر عرب باشندگانِ نجران میں وہاں کے ایرانیوں کی طرح
ہندوستان اور سندھ کے باشندے بھی داخل رہے ہوں گے جنھوں نے رسول اللہ
ﷺ کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ خطۂ ہندو پاکستان سے کافی حضرات کو نبی پاک
ﷺ کی صحابیت کی سعادت کا شرف نصیب ہوا۔ ان میں سے تمام کے ذکر کی
گنجائش نہیں۔ فقیر نے یہاں چند نمونے عرض کرنے ہیں۔ حضرت بیرزطن رضی اللہ عنہ کے
ذکرِ خیر کے بعد حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ کے حالات ایک اور ہندی کا ذکر حاضر ہے
۔

تاریخ میں ہے کہ راجہ بھوج ایک بڑے مشہور حکمران ہوئے ہیں جو پلیا کے
باشندے تھے جس کو عام لوگ بھوج پور بھی کہتے ہیں۔ وہاں ایک عمارت رصدگاہ کے
نام سے مشہور ہے مگر منتر جنتر اس کا عرف عام ہے اور وہ بہت پرانی عمارت ہے
اور فلکیات کے زائچے اور نجوم کے حسابات اس پر منقوش ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس
جگہ راج بھوج کے شاہی محلات تھے "راجہ بھوج" شق القمر کے معجزہ سے متاثر ہو کر

مسلمان ہوگئے ۔ سب دوسرے لوگ ان کے مخالف ہوگئے تھے اور ترکِ وطن کر کے دھاروار (گجرات) جانے پر مجبور ہوگئے اور باقی زندگی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہہ کر یادِ الٰہی میں وہیں گزار دی۔

معجزۂ شق القمر اور ضابطۂ علم الحدیث:

اصل موضوع یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھلایا۔ اس کے بعد راویوں کے روایات کے اطوار بدلنے سے حقیقت نہیں بگڑتی اس لئے کہ علم الحدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنی روایت اپنے مشاہدہ کے مطابق بیان کرتا ہے جو اصل حقیقت کے خلاف نہیں ہوتا اسی لئے راویوں کے اختلاف کی تطبیق کا باب محدثین نے وضع فرمایا۔

صحابی رسول ﷺ بابا رتن:

تاریخ میں ہے خطہ ہند میں چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن بھی تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے بابا رتن بن ساہوگ ساکن تبرندی جو نواح دہلی میں ایک مقام ہے، پیدا ہوئے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر دینِ اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں حضرت محمد ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔ صاحبِ قاموس اور دیگر مؤرخین اسلام نے کتب و تواریخ میں اس کا

ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اوّل کتاب الاصابہ فی معرفتہ الصحابہ میں
بابا رتن کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن نے
چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ۶۳۲ھ میں محمود بن بابا رتن نے خود اپنے باپ
کے تفصیلی حالات اور ان کا ''معجزہ شق القمر'' کا مشاہدہ کرنا ہندوستان سے بلادِ عرب
جانا اور مشرف بہ اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے
تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبد الرحمن صانع حنفی سے نقل کیا ہے کہ
انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۶ھ میں سنا کہ قاضی نور الدین بیان کرتے ہیں کہ
میرے جد بزرگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا
اور باپ کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا
جہاں ایک عمارت تھی دفعتہ قافلہ میں شور و غل پیدا ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ
عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت
لوگ آرام پا سکتے تھے جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ
اس درخت کے نیچے جمع ہیں ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ کر لوگوں نے
جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بہت بڑی زنبیل درخت کی شاخوں
میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس زنبیل میں بابا رتن ہیں جنہوں
نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چھ
مرتبہ طویل عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل کو اتارو تا کہ ہم اس شخص

کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔ تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کوا تارا زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابارتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پھل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابارتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا جدّ بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان میں سے اکثر شرفاء اور اولادِ پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکر رسولِ خدا ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابارتن نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابارتن کا بیان:

میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مالِ تجارت حجاز لے کر گیا اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہنچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادہ کو دیکھا کہ جن کا چہرہ نہایت غمگین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔

بارش کا پانی جوان کے اونٹوں کے درمیان سے زور سے بہہ رہا تھا۔ اس سے صاحبزادہ کو خوف تھا کہ سیلاب سے نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے ملول ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادہ کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اور سیلاب کو طے کر کے ان کے اونٹوں تک پہنچا دیا جب میں اونٹوں کے

نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظرِ شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا **بارک اللّٰہ فی عمرک : بارک اللّٰہ فی عمرک : بارک اللّٰہ فی عمرک** میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مالِ تجارت فروخت کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔

ظہور معجزئہ شق القمر:

وطن آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ آیا۔ ایک شب میں اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعتہ کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں۔ ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی رات اندھیری معلوم ہوتی تھی۔ وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا اور مغرب سے نکلا تھا دونوں آسمان پر آ کر مل گئے چاند اپنی اصلی حالت میں ماہِ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس کا عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ قافلہ ملکِ عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں اہلِ مکہ نے اس دعویٰ کی تصدیق میں مثل دے دیگر معجزاتِ انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے ایک مشرق میں غروب ہو دوسرا مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آ کر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا اس شخص نے بقدرتِ خدا ایسا کر دکھایا۔ جب مجھ کو

یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاق زیارت ہوا کہ خود جا کر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں نے سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مالِ تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔ میں دروازے پر پہنچا اور اجازت حاصل کر کے داخل حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور ساطع ہے۔ پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا **وعلیک السلام ادن منی** اس وقت ان کے پاس ایک طبق پُر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا "میرے قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا کھانے میں موافقت کرنا متقضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا ہے۔ بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کے شریک ہوا وہ اپنے دستِ مبارک سے رطب اٹھا اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے۔ پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ

فرمایا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہنچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے پہچانا۔ اور عرض کیا کہ اے جوانِ خوش رو بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا **اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھدان محمد رسول اللّٰہ** میں نے اس کو ادا کیا۔ حضور ﷺ بہت مسرور ہوئے جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا **بارک اللّٰہ فی عمرک** میں آپ سے رخصت ہوا میرا دل بسبب ملاقات اور بسببِ حصولِ شرفِ اسلام بہت مسرور تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اس وقت میری عمر چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے اس بستی میں جتنے لوگ آباد ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔

ان کے مزید حالات فقیر کی کتاب ''طویل العمر لوگ'' میں پڑھیے۔

آخری گذارش:

فقیر نے یہ رسالہ عوام قارئین کے علمی اضافہ کے علاوہ اس مقصد کے پیش نظر لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے مخالفین مانتے ہیں کہ آپ کو ہندو پاک کے بارے میں علم تھا تو پھر اس میں کیوں ہچکچاتے ہیں کہ آپ **عالم ما کان و ما یکون** ہیں۔

الحمد للہ علی ذلک وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم ﷺ

مدینے کا بھکاری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ